

M. B. KHAN ARTIST [illegible] LUCKNOW

حیدرآباد دکن کی مشہور و معروف ...

تاج

... دلچسپ ...

... مزید فوائد ...

علم ادب کی مروج ... خوبیوں سے

...

نیو تاج ... حیدرآباد دکن سے طلب کیجئے

لوگوں کی آوازیں

...

ویدشاستری پنڈت شنکر گووند جی جام نگر کاٹھیاوار

کمزوروں کے لیے اکسیر طلسمی اکسیر

...

المشتہر: ... منیجر کارخانہ طلسمی مرہم

مقبول خاص و عام

تمباکو خوردنی

پتی! گولی!! قوام!!!

پنساریوں سے طلب کیجیے

سید مرتضیٰ خاں تاجر تمباکو خوردنی لکھنؤ

فہرست مفت

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین صاحب جج ہائیکورٹ اودھ کے نکات ... مصنفات ... تصنیفات میں جنہوں نے اردو زبان کو علمی بنادیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھنا چاہیے اور کام کا آدمی بنانا چاہیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائیگی۔

علم الاخلاق ... سکول کے کورس میں داخل تھی ... حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیم میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصول ڈاک ...

افراد کا ... پیشہ ...

الدین ... مذہب و سائنس ...

امور عامہ عربی فلسفہ عقلی ...

زائد خریداروں کو مستقل کمیشن دیا جائے گا

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

...

مارٹل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۹۳ رنگون برما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجب پرلطف نظم ہے ... قیمت فی جلد ...

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

...

... کی دوا

...

... کی دوا

...

بال ...

...

... کمپنی متھرا

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپ گیا!

یہ پرظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے ... اودھ پنچ کے خریدار ... اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ...

قیمت علاوہ محصول ڈاک ...

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ نمبر ۴۶

مضامین غیر

یکشنبہ ۳۰ر نومبر ۱۹۲۲ء

وکیل صاحب کی ملاقات
یا
نتیجہ خیز مطلب کی بات

چوک کے سامنے پریشاں حال / مل گئے اک وکیل بردم لال
گرد آلود اُن کا چہرہ تھا / اور بکھرے ہوئے تھے کھچڑی بال
خاک برابھی چپکی ہوئی صورت / بُر کرتے تھے وہ نان پاؤ سے گال
شیروانی چاک چاک تھی ساری / جس پہ پتلون اک شکستہ حال
بابا آدم کے وقت کی تھی قمیص / سر پہ پگیا بٹی بندھی تھی لال
کانپتے جا رہے تھے گھر اپنے / تپ سے بگڑی ہوئی تھی اُن کی چال
ہاتھ میں پر بریدہ کی گٹھری / لاڈ صاحب کو ہو رہی تھی وبال
پُرشکن تھی جو اُن کی پیشانی / دل کی پیچیدگی پہ تھی وہ دال
اس طرح کر رہے تھے طے رستہ / آگ جیسے چلے پروئے زغال
دیکھ کر لوگ اُن کو کہتے تھے / جا رہی ہے نئی دولھن سسرال
آمنا سامنا جو میرا ہوا / جھٹ سے میں نے کیا یہ اُن سے سوال
کہئے حضرت! مزاج کیسا ہے؟ / کیوں بنایا ہے آپ نے یہ حال!
آپ تو ہیں رئیس ابن رئیس / ملتے ہیں دو ہزار سال بہ سال
ہیں زمیندار بھی وکیل بھی ہیں / کیا وکیلوں کے گھر روپے کا کال
کس سبب سے نکالی ہے یہ جھنجل / دیکھ کر جس کو ہوں عدو خوشحال
کیا کسی پر طبیعت آئی ہے؟ / زہر کی جس سے ہو رہی ہے بحال
سُن کے سب باتیں ہنس کے فرمایا / بھائی سن لیو مورا سب احوال
ٹھیرے کرپات ہے جسید اوری / چکے ہیں دوئی بیجار عین المال
یہ روپیا تو ہم سکل جیتیا / سود پر بانٹ دیت ہیں ہر سال
جون بارڈ اسیاج بٹے ماں / اُنکا کوڑی ماں دیت ہیں ہم ڈال
پھر بیچے پاڑے سکل گھر بھر / ایک کوڑی نہ لیب اونسے نکال
اب وکالت بھی سو یہ پیسری / ہو رہی ہے بُری طرح پامال
سب منصفین کی اب بُری گت ہے / سچ تو یہ ہے کہ جی کا ہے جنجال
جب سے بنگوا دئیں زیست ہوا / جنت خوری ماں ہے ہمار اقبال
کوڑی کوڑی کا ہوئی گئیں محتاج / اور ہم کا بتائی آپن حوال
کوڑی و مڑی کا بھی نہیں پوچھت / نکھٹو من کا سسر پڑا ہے کال
کرکے آوت ہیں جو ال بی پاس / ہاتھ آوت ہے اُن کے البت مال
کیھون برس کے بعد ہوئے گے سے / دیکھے پائیت ہیں ہم عدالت مال
الغرض جون کچھ ملا ہم کا / لیت ہیں اُتنے ماں شکم ہم پال
بیٹا پانی کہاں کھرچ اتنا / سوئے جہاں بنائی ہم ہر سال
گانوں کا پیسہ ہم جو کھا جائی / پھر بتاؤ ہمار کا ہے کمال
حضرت پنچ سُن کے یہ قصہ / اُن سے کہدیجیے جو ہیں کنگال
اس طریقے سے ششتی پرشاد / جمع کرتے ہیں اپنے گھر میں مال
ہے نپھا ہر بیٹی ہوئی دھوتی / باٹتا ہے ہر ایک مالا مال

راقم سرکوب فتحپوری

آقایان قوم

(نمبر ۲)

(سلسلہ نمبر ۴۳ - مورخہ ۹ر نومبر ۱۹۲۲ء)

تمیز - اللہ ہی اللہ ہے اور کچھ نہیں ہے حق۔ جسکو دیکھو خودی و خود پرستی پر مائل ہے - اللہ ہو! کرامات اولیاء حق کا دھیان کسکو - یہ سب من ہوا کی اضافی صفت کو حقیقی صفت سمجھتے ہیں - وہی یہ سب بے وقوف ہیں - مولویوں کا یہ دعوی کہ قوم کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے بالکل باطل ہے ؎

اے مولوی مدرسہ گفت و شنید / فکر تو بمشکلات ہر علم رسید
چشم تو اگر نشد سپید ہست سیاہ / سی دری کاش نیچہ کنا بدید

وکیلوں کا قول ہے کہ قوم کو شکرانہ مختانہ نقدا نقد اور زبانی تعریف کا پلندا میعاد کے اندر ادا کرنا چاہیے۔ مگر یہ بھی جھک مارتے ہیں۔ اسیطرح بیرسٹر صاحب کی لن ترانی بھی قابل سماعت نہیں اور پولیس مین تو جھوٹے بولنے کے عادی مجرم ہیں ان کا ذکر ہی کیا ہے۔ رہے اخبار نویس صاحب ان ان کے کارنامے ضرور ایک حد تک لحاظ کے قابل ہیں۔ مگر جناب یہ صوفی بیٹو شاہ کی جوتی کی گرد کو بھی نہیں پہونچتے۔ یا حق یا حق!! بھائی جو کچھ کرا اللہ کے واسطے کر۔ مشہور اللہ ہے۔ یار دوستو لوگ میرے نام سے متعجب ہو گئے کہ یہ کیسا نام ہے مگر تعجب کی ضرورت نہیں بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ بندہ کھانا کھا رہا تھا حضرت مرشدنا نے آواز دی صوفی شاہ یہاں آؤ۔ منھ میں اسی نوالہ ٹھونسا ہوا تھا کہ بول سکے آپ جانیے فقیر کی سمجھ تو بھی حضرت قبلہ نے یہ فرمایا "بیٹو بولتا نہیں ہے جاؤ نہ بولو۔ اب تمہارا پیٹ کبھوں نہ بھریگا" اور تو نہیں ہے اب تیرا پیٹ کبھی نہ بھریگا۔ اسوقت سے پیٹ میں خدا جانے کون سا جن گھس گیا ہے کہ کسی طرح نہیں بھرتا۔ ربیع الاول اور رجب کے مہینے میں تو آفت مچ جاتی ہے بہت سامان کرتا ہوں دھوتیں اُڑاتا ہوں خوب تن کے کھاتا ہوں پانی دشمن پینے مشکل سے کٹتے ہیں

اس دنیا میں جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا ہے ؎

نہ تن من کا کمل بنایا لوگ کہیں گھر میرا ہے

نا گھر میرا نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا ہے

مال دولت گھر بار باغ زمین کسی کی ملک نہیں نہ بیوی عورتیں اولاد بچے ہیں تو کسی کا باپ ہو، چارہ نہیں، سب کچھ اللہ کا ہے۔ ماں بہن بیوی و بچے بھی اپنے نہیں ہیں۔ مرد کو دنیا میں کہیں سے کوئی چیز مول نہ لے گے۔ اللہ کے سب جو کچھ ہے وہ پیر کا حق ہے مگر اب مریدوں کو انگریزی تعلیم نے [illegible] کرنے کی عادت ڈالدی ہے اب وہ سیانے ہو گئے ہیں لہذا پیٹ بھرنے کی ایک ہی ترکیب رہ گئی ہے یا حق یا حق لا معبود الا اللہ۔

فقیروں کی بات فقیر ہی جانے۔ تو کیا جانے کہ فقیر جھولی میں کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ارے اب پیٹ کی جھولی میں قوم کا غم بھر گیا ہے ہی خواری کے عوض روز زیادہ دنیا پالی ملتا ہے اللہ ہو!

جانیو دیکھو دنیا کی ناقدری ہم نے تو خلوت چھوڑی جلوت میں آئے ریاضت چھوڑی دنیا کے لوگوں میں گھسے مگر دنیا کے بچاوں نہیں یہ دنیا دار لوگ وہ دن بھول گئے جب ہم مسند پر تہ باندھ کے بیٹھتے آنکھیں بند کر کے مراقبے کی بات میں اللہ میاں سے راز و نیاز کی باتیں کرتے مرید آتے اور سجدہ کرتے تھے۔ ہم جھوم جھوم کے [illegible] صدائیں لگاتے تھے۔ لینا لینا دو گیا! بادشاہ تمہارے طویلے میں چڑیا گھسی جاتی ہے گھبراؤ نہیں مٹھائی کے ٹوکرے آتے ہیں۔ کلڑی کی دُم میں ڈنکا بجا ہی چاہتا ہے۔ جا بابا خیر ہے۔ معتقد خاص ان بے تکی باتوں کے مضامین بٹھاتے تھے۔ دیکھو سنا بھی حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ بادشاہ سے مراد ہے غازی پاشا یہ ترکی انقلاب کی خبر ہے مٹھائی کے ٹوکرے سے مطلب ہے فدائی کمک یا۔ اسوقت حضور قسطنطنیہ میں ہیں۔ [illegible] تمہارے [illegible] جو ترک فتحیاب ہوں تو ناک

خاک بدتے ہیں اسوقت اور تاریخ لو یا دسکن کل پرسوں تک ترکی فتح کا تار اخباروں میں شائع ہو چکا جو شخص بیچارے میں گرا ہوا تھا [illegible] وہم ہو گیا وہ اپنے دل میں سمجھا کہ حضرت کی نظر ہو گئی جا بابا خیر ہے جلا ہوگا۔ حضرت نے بچہ ہی سے کہا ہے اس خوشی میں اللہ [illegible] بھائی کشتائی میں ترکاری کا اقدام لگ گیا۔ یار وگھر پہ شنہ لگا رہتا ہے ہر چیز بے طلب حاضر۔ مگر وائے ناکامی اس قوم کے جاہلوں ہیچ تو یہ ہے کہ ہم نے تخت خدائی پر لات ماری۔

مرد تو خیر لیکن خوش اعتقاد عورتیں جب اگر



آخر پر گت مل گئی

سطح سے مجرم سے کر لیتی ہیں جیسے ریت رسم کے وقت نوشاہ کو سسرال والیاں گھیرتی ہیں تو تخت شاہی اور بوریا سے گدائی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایک اپنے خاوند سے لڑتی ہے اور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کرتی ہے میاں اب اسی لڑائی جھگڑائی میں زندگی تیر ہوگی یا کوئی وقت ایسا بھی آئے گا کہ چین سے ہنسی خوشی عمر کٹے۔ آپ دعا کیجیے۔ دوسری کا خاوند از کار رفتہ ہے یا وہ خود بانجھ ہے ہزار ہا منتیں مرادیں بے پوچھ آتی ہے اور کہتی ہے میاں بچہ دو! گود خالی ہے تمہارے دروازے پر آئی ہوں بھری لے کے

جاؤں گی۔ تیسری سوت کے جلاپے میں گرفتار آتے ہی شاہ صاحب کی جھپٹ جو سے بو سے قدموں کی گرد میں سر رکھ دیتی ہے اسکی ہر نک جنبش عقل شک کو اس کی گرد میں پہنچی کرا دیتی ہے وہ رو رو کے کہتی ہے میاں آپ مجروحی کے مارے کلیجے میں سیاپا پڑ گئی ہے [illegible] سے کسی جن چڑیل کا [illegible] یا دو۔ کوئی ایسا تعویذ کا ملحتی [illegible] جو ان کو توں کے دست آ کے گھیر [illegible] جب جگ تک کھرے۔ چڑیل کی کنٹیا بچ جاتی جائے تو میرے دل کو چین آئے۔ میرے میاں تمہاری زبان میں اللہ نے تاثیر دی ہے کچھ ایسا کرو کہ ان کا دل پھر جائے۔

شاہ صاحب کا یہ حال کہ سنتے سب کی ہیں جواب ایک کا نہیں دیتے کسی کی طرف نگاہ غلط انداز سے دیکھ کسی کو خالی مسکراہٹ پر ٹالا کسی کی طرف انکھیوں سے دیکھ کے کہہ دیا اللہ ہو جا فقیر کا وظیفی کھا میٹھی مراد پائے گی۔ بیسیوں مشک کن بھر زعفران میں تر ابی کیوڑے گلاب کے دشت تمام [illegible] عامری کے خلاف کیے ہوئے [illegible] خالص [illegible] تین سو ساٹھ سونے کے چراغ [illegible] پانچ بیسے گھی [illegible] جلہ کھینچوں۔ وہ مالک ہے جو اس نے چاہا تو دو دن سے نکورتی ہو جائے گی تیرے خاوند کا دل پھر جائیگا یا معبود! بس اب جا فقیر کے مراقبہ میں فرق پڑتا ہے۔

دنیا سو دفتہ یار لوگوں نے [illegible] نیلے پیلے نکالے آنکھوں میں کان کا میل لگایا۔ ڈھیلے شانے ہوئے اور لگے جھومنے۔ کبھی کبھار جو فتح عمل دیکھ کے آزمائش کے بہانے عفت عصمت [illegible] کی دیکھ بھال بھی کر لی۔ الہ یاروں دیوانا کام خدمت لینا تو معمولی بات ہے بڑی بڑی شریف زادیاں اپنی سعادت سمجھتی ہیں۔ اور نہایت فخر کے ساتھ لونڈی گیری کرتی ہیں۔ یہ تخت خدائی ہے اللہ والوں کو جو گوشہ تنہائی میں بیٹھے یاد الٰہی کرتے

اور دُنیا داروں سے گھبراتے ہیں میسر نہیں ہے۔ پھر لطف یہ کہ علاً تمام عمر یا کباڑی کا کرتے ہیں اولاد نے سی بھول چوک پر مطعون ہو جاتے ہیں بیچارے کسی قسم کی مذہبی یا شرعی قید کا جھول نہیں پالتے جو جی میں آئی کر گزرے۔ فقیر کی سیج ہے کسی کی کیا مجال جو چوں سے توں کرے۔ بددعا کا خوف ہے

خلفائے بزرگان کرفش خطابت

کی بلا تعلیم۔ کف لسان وغض بصر فنا فی الشیخ کا منتر زبان کھولنے نہیں دیتا۔ لوگوں کے گھروں پر حکومت گھر والوں پر اختیار دل پر تسلط کامل حاصل ہے۔ پیٹ بھی بھرتا ہے من بھی بھرتا ہے۔ نقد جنس کی کمی نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ شاہ صاحب تارک لذات ہیں مگر غور سے دیکھو تو شہر بھر کے رکابدار دُنیا بھر کے حلوائی بستی بھر کے باورچی مرید ہیں جو گھر سے پیر کی زیارت کو چلتا ہے کچھ نہ کچھ سوغات لے کے چلتا ہے۔ درگاہ والے قالین بانٹ جوڑا ہے اول سے آخر جو کچھ ہیا ہوا ملے ہے، تحفے تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اور بوریا نشین فقیر یعنی آنجناب خلوت میں مسند تکیہ لگائے اللہ کی یاد کرتا ہے۔

کمرو شاہ، ترچھو شاہ، سبز دیوان شاہ، بچو شاہ شاہ، مریدان خاص کا سلسلہ ہے قول چلے مگر بھلے دسترخوان کی کمی ہے۔ دل سے گدھے کے فضائل و کرامات بیان کرتے پھرتے ہیں۔ اگر کسی مرید کو بجن ہوتے دیکھا تو اسکے گھر میں رات کو آگ لگا دی۔ جیسے صوفی پیچو شاہ کی کرامت کا ڈنکا بج گیا مرید نے بدبختی سے تو پیر کی مکان پکڑا ہے بجز ہجر کے پاؤں پر گر پڑا سخت معافی کرائی جن لوگوں نے داتا فرکھیلے شاہ یعنی آنجناب کے مرشد کا عرس اور نذریں گزرتے ہم نے شاد کیا ہے جو ان سے طالب انصاف ہے کہ اس قوم نے انسانی قوم: سیاسی قوم محسن کش قوم پر ہم نے کیا کچھ قربان نہیں کیا۔ گھر سے نکلے دربدر مارے مارے پھرے رگوں کو اتحاد و اتفاق بچا بچا کر کھیل کھلا۔ ٹھاٹھ بگاڑ کر گھر پھونک دیا۔ دنیا دیار عام کیا۔ خود رکھلی کچھ لی۔ وہ اب واپس ہو لی جاتی ہے۔ عنقریب

پیروں کو پھر تصوف۔ اولیا اللہ سے منہ موڑنے والی ہے۔ نہ عرس ہو نگے نہ سماع ہو گا نہ حلوے مانڈے ہو نگے نہ قبریں روشن نہیں گی نہ کوئی حال کی قدر کرے گا نہ قتال کی عزت ہوگی۔ آج تعزیہ داری پر چوٹ ہے تو کل ان باتوں پر زبان کھلے گی۔ یا معبود۔ یا ہو۔ الاماں از زمانہ رنگ ہی بدل گیا ہے۔ غازی ابن سعد کی سلامتی منائی جا رہی ہے وہ بھی تیغ وسنان سنان پر اسلئے رکھوا رہے ہیں کہ بزور تیغ وسنان جس بات کو وہ خود باطل یا بدعت سمجھتے ہیں اس سے لوگ باز رکھیں اور جو نہ مانے اسکا خون بہ کہ گلے بہائیں۔ عرب میں آگئی تلوار ہے۔ ہندوستان میں اخبار والوں کا قلم ہے۔ وہاں "لا الہ الا اللہ" کہنے والوں کا خون حلال ہو گا۔ یہاں اخبار والے اور ان کی باتوں پر بے سوچے سمجھے عمل کرنے والے ہم غریبوں کا دانہ پانی حرام کر دیں گے ابھی سے اولیاء اللہ کے افعال پر نکتہ چینی ہونے لگی ہے۔ پرسوں کرامت شاہ سے ایک شخص نے کہا تو بدعتی ہے تو کافر ہے۔ تو گور پرست ہے تونے یہ کیسا نام رکھا ہے۔ اس غریب نے کہا کہ تم قرآن پڑھتے ہو کہ نہیں؟ تو کہنے لگا کہ ہاں پڑھا ہے۔ جب اس غریب نے مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین کی آیت یاد دلائی اور اپنے نام کو قرآن کا ایک جزو ثابت کیا تب پیچھا چھوٹا۔ ورنہ بیچارے کی بڑی گت بن جاتی۔ اخبار والے بہری چنگ کے ساتھ پانسا تو ہوتے ہی ہیں۔ پہلے ہماری جانفشانی

مفید ثابت شدہ پروردگار دوائیں

گنڈوں کے لیے اکسیر نفسی مرہم

[illegible]

قیمت فی شیشی ایک روپیہ

المشتہر کارخانہ نفسی مرہم ڈیرہ اسمٰعیل خاں

(صوبہ سرحد)

وانکسار کی تعریفوں کے پل باندھتے تھے اب ہمارے دشمنوں کی ثنا باندھتے ہیں۔ ہم احسان فراموش ہوتے تو اگلے پچھلے حقوق سے چشم پوشی کرتے اور شب کو مراقبہ کے وقت ایسی بددعا دیتے کہ چھٹی یاد ہی تو کرتے جلا فقیروں اللہ والوں کی دعائیں پٹ پڑتی ہیں ایک مرتبہ عجیب کیفیت تھی اتنے میں ایک شخص منہ چڑھا کے نقلیں کرنے لگا میں نے کہا "ایسے ہی ہو جاؤ گے" وہ دن اور آج کا دن ہر وقت منہ چڑھایا کرتا ہے۔ ان کو بھی اگر کچھ کہہ دوں تو پھر ویسے ہی ہو جائیں (باقی آئندہ)

راقم

استاد بناؤ آئینہ کو
سیکھو انداز دلبری کا

الادبار فی الادبیات

خدا جانے کیا بات ہے کہ حضرت علامہ اقبال کا کلام بلاغت نظام پڑھتے ہی علم میں کمی ہونے لگتی؟ ایک امرتسری کا اخبار میں علامہ اقبال کا ایک قطعہ ہماری نظر سے گزرا اپنی معلومات کی کمی سے ہم نے اس تفنن زنگ بستہ سمجھنے کی کوشش کی مگر کسی طرح نہ کھلنا تھا نہ کھلا۔ ہمارا یہ شکوہ نیا نہیں بہت پرانا ہے کہ سرکار علامہ کبھی اپنی منظومات میں معانی کی درستی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا شخص جو بحور شاعری کے دائرہ میں الفاظ کے پرکار ست اپنے قصہ کو بیان نہ کر سکے تو کبھی نظم کے قریب نہ جانا چاہیے ایجاز کے ساتھ اظہار مطلب پر قادر نہ ہو تو کیوں نظم کی زحمت اٹھاتے اور خواہ مخواہ منظومات میں ورے لگا کر نمونوں کی تعداد بڑھاتے ایک شاعر صاحب سلطان سنجر کی خدمت میں قصیدہ کہہ کے گئے کسی شعر میں غلط لفظ نظم تھا سلطان نے اعتراض کیا۔ کہنے لگے "یہ بضرورت شعری" سلطان جھلا کے بول اٹھا۔ "شعر گفتن چہ ضرور" اور شاعر صاحب کو جواب دیتے نہ بن پڑی۔ بعض حضرات کے دماغ میں ایک شاعر

کثرت سے ہوجاتا ہے لیکن الفاظ کی کمی یا کلام کی قدرت نہ ہونے کے باعث وہ دوسرے مطلب کے اظہار پر قناعت کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حق سخن بھی ادا ہوگیا۔ اب اسی غیر محسوس طور پر تمام مطلب کی باریکی پر غور کے ساتھ بحث ہیں کہ بری دور کی کوڑی لائے۔ خیر ہم تو ایک کند ذہن آدمی ہیں۔ بارہا ہم نے علامہ اقبال اور انکے امثال کے اشعار سخن سنج و نکتہ رس اصحاب کی خدمت میں پیش کیے مگر وہ کلام ہو تو ایسا ہر ایک کو چاہیے سا پایا۔ یہی کہتے سنا کہ معنی یہ خیالات کو مریخ کے ہوگئے ہماری زمین کو ان سے لگاؤ نہیں البتہ الفاظ اور انکی ادا اردو ہے۔ ان کا پڑھنا آسان ہے سمجھنا طاقت بشری سے باہر۔ لغت اس وجہ سے تمام مطالب پر قادر نہیں کہ اصطلاح خاص ایجاد شدہ ہے۔ علوم کے اصطلاحات یوں منہ موڑتے ہیں کہ دو برس استعمال نہیں ہوئے۔ صحیح ہے تو غیر مشہور متصوفانہ خیالات میں تو وہ بھی عجیب اور غیر معمولی پڑھے لکھے عقلا بات کہتے تھے وہ سمجھنے اور سمجھانے کی حد میں رہتی تھی۔ اب یہ ہوا چلی ہے کہ بات وہی کہو جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ سلامتی سے قدردان بھی کچھ ایسے ہی مل گئے ہیں کہ بات سنی اور لگے تعریفوں کے پل باندھنے جو پوچھا کیا سمجھے تو کہہ دیا سمجھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی یہ علامہ اقبال کا کلام ہے سمجھنے سمجھانے سے اسکو کیا تعلق پروفیسر ہیں سر ہیں علامہ ہیں ڈاکٹر ہیں۔ شاعر ہیں فلسفی ہیں انھوں نے جو کچھ کہا ہوگا سمجھ ہی کے کہا ہوگا سہ

[illegible] دست در گلاب آرزو داریم

[illegible]

اور [illegible] واہ سبحان اللہ کیا ارشاد ہوا [illegible] نہ [illegible] کیا کہنا۔ مصرعہ [illegible] معنی بھی تھی۔ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ علمی مسائل [illegible] نہ آنے پائیں۔ یا بازاری اور عام ہم باتوں کے سوا کچھ نہ ہو۔ جیسے مسائل متشابہات کی گنجائش نہیں یا شاعری خدا کی تکمیت ہے۔ شعر کا فن [illegible] خیال کرے یہی اس سے [illegible] ہو سکتی ہے

اس میں ہر چیز کی گنجائش ہے کتنے [illegible] نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی [illegible] لیکن جو کچھ کہہ گئے اسکے سمجھنے والے آج تک موجود ہیں اور خود ان کے عہد میں بھی موجود تھے۔ ہمیں خوف ہے کہ نئی طرز سخن کی آج طرح ڈالی جا رہی ہے وہ کسی زمانہ میں بھی قابل فہم نہ ہوگا۔ مثلاً علامہ ڈاکٹر سر پروفیسر صاحب فرماتے ہیں سہ

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

کن فکاں ایک آیت کا ٹکڑا اور بجائے خود ایک جزو ہے۔ عدم سے وجود میں آنے کا اشارہ اس سے [illegible] کیا گیا ہے۔ اب یہ آیت نہیں ہے۔ پہلے کبھی آیات میں انسانی تصرفات نہیں [illegible] آیت نہیں کر سکتے۔ عربی الفاظ میں بحالت وقف بھی نون اعلان کے ساتھ رہتا ہے لیکن عجمیوں نے اکثر ایسے الفاظ میں تصرف کیا ہے جو نون پر ختم ہوتے ہیں اور نون کے قبل کوئی مدہ و حرکت و حرف علت ہوتی ہے۔ کن فیکون اور کن فکاں تو خیر بعض شعرائے ایرانی نے بجائے [illegible] سکون [illegible] نظم فرمایا ہے اگرچہ اس قسم کے تصرفات بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت یہ دخل بیجا ہے خصوصاً آیات قرآنیہ میں۔ چاہے لوگ اسکی پرواہ کریں یا نہ کریں۔ آجکل اہل اسلام کے خیالات [illegible] کی طرف زیادہ متوجہ ہیں خصوصاً پنجابی تو اشاعت مذہب تک استعمال جذبات میں مصروف ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ ڈاکٹر صاحب پر بدعتی ہونے کا الزام نہ لگ جائے واللہ اگر ایسا ہوا تو بڑی ہوگی یہ فرمائش بالکل رائیگاں جائے گی سہ

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

مطالبات سے قطع نظر کیجیے ہم اس شعر کے معنی نہیں سمجھے۔ رازداں جب راز کی آنکھوں سے دوسروں پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس [illegible] کے یہ معنی ہو جائیں گے کہ تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر اس راز کو منکشف کر دے کہ وہ [illegible] دیکھیں۔ مگر [illegible] ہے

کہ کن فکاں میں کوئی راز مخفی ہے۔ خالق نے حکم دیا کن ہو جا۔ مخلوق نے تعمیل کی یہ ہر ذی عقل اپنے وجود کو محسوس کرتا ہے پھر راز کب ہے۔ اگر یہ بھی قابل بیان نہیں ہوا ساری کائنات خود ہی شاہد ہے دوسرے یہ کہ آنکھوں پر یہ راز آشکار بھی ہو گیا تو خودی کی رازدانی اور خدا کی ترجمانی کو اس سے کیا تعلق ہے۔ انسان سے ہمارے سر علامہ صاحب نے تین فرمائشیں جداگانہ کی ہیں (۱) جو راز کن فکاں آنکھوں سے مخفی تھا اسے عیاں کر جا (۲) خودی کی رازدانی (۳) خدا کی ترجمانی۔ پہلے مصرعہ میں ایک فرمائش بیان واقع کے عقب میں ہے۔ دوسرے مصرعہ میں دو فرمائشیں ہیں اور تینوں بجز جناب شاعر کے ظاہر کرنے کے انسانی فہم سے دور ہیں۔ خداوند عالم نے "کن" کہا تھا اور تمام کائنات مطلب سمجھ گئی۔ آپ کے تینوں "کن" مکنون ہوا اور کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ بجز جوابات سمجھ میں نہ آنے اسکی تفصیل کیونکر ممکن ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے

اتزعم انک جرم صغیر
وفیک انطوی العالم الاکبر
وانت الکتاب المبین الذی
باحرفہ یظہر المضمر

آپ نے اس لطیف کلام کا اپنے کثیف اور بھدے الفاظ میں ترجمہ فرمایا ہے اور [illegible] مگر میری فرمائش کا حق ادا کیا ہے۔ مگر جاننے والے آپکی کامیابی کی حد جانتے ہیں۔

دوسرا شعر ہے سہ

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

شعر کا حاصل غنیمت ہے یعنی [illegible] اخوت کا بیان اور محبت کی زبان ہو جانے سے ہوس کا کیا کام نہیں ہوتا ٹکڑے جوڑتے ہیں زبان اور بیان بجز کے منافی ہیں مقصد اس طرح پورا ہو جاتا ہے کہ اخوت و محبت پیدا کیجیے بیان و زبان کو تعلق باتوں سے ہے دل سے نہیں۔ تیسرا شعر تو قیامت کا شعر ہے ایسے ترجمہ تھا



"ارے کیا کرتا ہے ابھی ان پر بھونکنے کا وقت نہیں آیا۔ انار کی پھیلنے کی خبر پہلے انھوں ہی نے دی تھی۔ انکا تو شکریہ ادا کرنا چاہیے"

عیدہ تبرعید سننے میں آتے ہیں ؎

یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہوجا

واللہ کیا فرمائش ہے! کہتے ہیں کہ ہندی خراسانی افغانی تورانی بننے سے کیا فائدہ ساحل کے جیسے بھی لازم ہے کہ اچھل اور بیکراں "دریا تنہا ہی نامحدود ونا پیدا کنار" ہوجا۔ مقامات کی تفصیل دینے سے واضح ہوتا ہے کہ کمبخت کاتب نے مصرعہ ثانیہ میں تحریف کی ہے درحقیقت شعر یوں ہوگا ؎

یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے ساحل کے جیسے جھٹ سے خالی لنگر ہوجا

اس شعر کی جان "شرمندۂ ساحل" کے بے نظیر لفظی اعتبار میں مخفی ہے۔ اور اس جان کی جان "اچھلکر" میں ہے یعنی اچھلنے کودنے والے میں گویا ساحل اور کنارہ یا اور جسمانی نہیں ہوتے وہ وہ رہے فلسفہ وہ وہ ری ذہن کی رسائی۔ ان دونوں کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں میدان شعر و شاعری میں جب اتنا کا تماشا دکھا خود ہی قدردان ہیں۔ جس کسی کو ابجد دلنشد (طول عرض عمق) کے پھندے سے نکلنا مدنظر ہوگا وہ خود ہی اچھلنے کا یارو ہندی خراسانی افغانی ہونا تو قسمت کی بات ہے لگے ہاتھوں اچھل کے بیکراں ہوجاؤ پھر دیکھا جائے گا۔ خدا سلامت رکھے ہمارے اچھلنے والے علامہ بیکراں کو جنکی بدولت اس قسم کی ہدایتیں مل جاتی ہیں۔

چوتھا شعر ؎

خودی میں ڈوب جا غافل یہ سر زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہوجا

غافل سے سوائے جاگنے یا ہوشیار ہونے کے اور کوئی فرمائش نہیں ہو سکتی حضرت علامہ کا ارشاد ہے "چلو بھر پانی جس سے مراد خودی ہے" میں ناک پکڑ کے غوطہ لگا جاؤ پس جی اٹھے گا۔ حالانکہ شام و سحر کے جال سے قیامت تک نکلنا ممکن نہیں خودی کی گردش یا معلوم نہیں ہے کہاں؟ شاید کوئی بجلی کے نہاں کا مشتاق دوستہ پوچھے!

مستغفراللہ اگر بلند خیالی انھیں الفاظ اور ایسے ہی طرز بیان کی محتاج ہے تو خدا معقولات رکھے۔ کبھی کہتے ہیں راز ہیں کے آنکھوں پر جاؤ جاتا بھی کہتے ہیں خودی (انانیت یعنی نسبت اضافیہ "انا") کی ہمراز سہیلی بن کبھی الٹی جیب (لمبی قلابازی) کی ترکیب بتاتے ہیں۔

پانچواں شعر ہے ؎

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہوجا

ہمیں ذکر نہ کے ابتدائی ڈارکش (ہدایات تعلیم) کیے گئے ہیں۔ مرغ حرم سے تخاطب ہے کہ رنگ و نسب کی گرد تیرے پروں میں ہے اڑنے سے پہلے پر پھٹ پھٹانا لازمی ہے۔ حالانکہ پر جھاڑنے والی چڑیاں پہلے خوب زمین میں لوٹتی ہیں۔ مرغ حرم کا رنگ تو خیر معلوم ہو سکتا ہے لیکن نسب نامہ ہمارے علامہ کے سوا اور کسی کے پاس شاید نہو گا۔ رنگ و نسب پر فخر کرنا جملہ حیوانات میں سے صرف حضرت انسان کا خاصہ ہے مگر آج پروفیسر صاحب کی زبانی "معلوم" ہوا کہ مرغ حرم صاحب میں بھی یہ بری خصلت موجود ہے جن کے بارے میں مثل ہے :-

ذات کی ٹینی باپ کلنگ نٹے بچہ رنگ برنگ

اگر مرغ حرم کنایہ ہے "دل مسلم" سے تو اس کمبخت کے بال و پر کہاں اور ہوں بھی تو ان میں غبار کیسا۔ اور اگر یہ سب کچھ ان میں ہیں تو پہلے شاعر نے ان مضامین کو ہر جہار اندر لطافت کے ساتھ نظم کیا ہے ان پر طعن تشنیع کرنے کے کوئی معنی نہیں جو حافظ شیراز کی صراحی و ساغر میں بھی کچھ ایسی ہی شراب تھی جس کا نام شہوت پرستی و رندی تجویز کیا گیا۔ اور برے معنی پہنائے گئے!۔

چھٹا شعر بہت غور سے سنیئے اور اگر آپ ایک مصرعہ کا ربط دوسرے سے معلوم کر لیں تو بلند کیجیے محروم نہ رکھیے ؎

گزر جا بن کے سیل تند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہوجا

خصوصاً "جوئے نغمہ خواں" کی تشریح۔ عظ لبلیہ میں تین عجیب چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ بجا نامور اور سننے پانی کی نہر باتیں کرتی ہوئی چڑیا۔ یہاں ایک چوتھی چیز "جوئے نغمہ خواں" دریافت ہوئی۔ یہ غالباً جدید تحقیقات کا نتیجہ ہے جس زبان میں فرمائش ہے وہ افق المبین یا قبسات کی ورق گردانی سے بھی معلوم نہو سکی۔ سیل تند رو کا بیان حال ہے جن کا گزر (جائے مرور) کوہ و بیاباں ہے اسکے بعد شرط لگاتے ہیں کہ راہ میں گلستاں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہوجا۔ "جوئے نغمہ خواں کے نواکہ" ؟ پوچھیے شاعر صاحب سے۔

ساتواں شعر آخری شعر خاتمہ کا بند اور ٹیپ کی بیت ؎

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی

اسکا حاصل صرف اسقدر ہے کہ طائفہ فطرت کے سپرد ہی بجز تیرے اور کسی سارنگی کی آواز نہیں پسند کرتے۔ تنا ردوں ردوں ردوں تنا ردن یعنی معلوم شاعر صاحب کے نزدیک حقیقت و مجاز کا تمام کائنات و کونات کے تمام ستے چند ناموں سے موسوم ہیں ہر چیز نوا۔ ساز نغمہ ہے زیر و بم رقص و سرود سے نقص کردیجیے اور لارڈ کرزن کا مفہوم اس سے حاصل ہے سامع فوراً سمجھے گا کہ لارڈ کرزن مراد ہیں جس مقام پر مقصود ہو زیر و بم کیجیے کیا مجال جو سننے والا اس سے حقیقت مجاز کا استنباط کرلے یہی وجہ ہے کہ آپ کی کوئی نظم ان الفاظ سے خالی نہیں ہوتی۔ فافہم وتدبر۔

یہ نظم بفضل خدا قافیہ کی جانب سے خوش قسمت ہے اس کے تمام شعروں میں قافیہ آپ کو ملا ہوا دیکھیے عیاں سے وہی مطلب نکلتا ہے جو "نہاں" سے پیدا ہوتا ہے زباں سے وہی بیاں سے وہی لنگراں سے وہی بیکراں سے وہی یکتا سے وہی بیاں سے وہی رواں سے وہی روان سے وہی نکاں سے وہی۔ مجاز سے مجاز [illegible] آپ کو معتقد ہونا چاہیے [illegible]

ہر شعر میں چسپاں کر کے دیکھیے تو سہی !! تو وہ کیا ہے۔ وہ عاقلانہ خیز ہی ہوگا میں کہ اشعار و الفاظ معانی کے کوڑے یا غلام ہیں یہ بیں طاس۔ اقبال۔ خدا انہیں سلامت رکھے ان کے دم قدم قلم رقم سے ادبی دنیا میں بڑی چہل پہل ہے۔

[illegible]

خاکسار او یار

مولانا پنچ کی نوٹ بک

معتبر ترین علماء کا قول ہے کہ جب تم کسی کو صبح کے وقت گھر سے باہر نکلتے دیکھو، وہ بھی تو مہا پھیر رہا ہے تو سمجھو کہ آج اسکے پاس پڑوس میں کوئی بات ہونے والی ہے یا اگر کوئی شخص کچہری سے باہر نکلے اور اپنے ساتھی سے کہے کہ یار میں نے بالکل سچی گواہی دی ہے میں نے وہی کہا ہے جو میرے علم الیقین میں صحیح تھا بھلا جو بات معلوم ہو اسکے متعلق کیونکر جھوٹی گواہی ظاہر کی جائے اور چارہ ہی کیا ہے تو سمجھو کہ اس غریب کی گواہی جج کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے۔ یا شادی کی صبح دولہا سے ملاقات ہو تم پوچھو کہ کیسے دولھن کیسی ملی اور وہ مرجھا کا کہے خدا کا شکر ہے تو یقین کرو کہ

"آنکھ نہ ناک بنّو چاند سی"

علیٰ ھذا القیاس جب کسی ایسے معاملہ پر گورنمنٹ کی جانب سے اعلان کیا جائے جس میں حکومت اور رعایا سے سرخ ل ہوئی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ کچھ دال میں کالا کالا ہے غریب رعایا کی کھوپڑی کرنے سے اسی طرح مونڈی جائے گی۔

جس معاملہ میں رعایا کے ساتھ بے انصافی کی جاتی ہمارا تجربہ ہے کہ اسی کے متعلق صوبہ کے حاکم یا ملک کے خدائی فوجدار بڑے لاٹ صاحب کی مسند رأس پر سے بہت جتا باتیں جھکنا کے [illegible] سے پر بیٹھ کے ریز کرتا اور ہر طرح حکومت معصوم بے گناہ و چہ مشورہ بھولی نادان حق گوئی [illegible]

ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب نظر بندی کا سلسلہ ابتدا شروع ہوا ہے تو مسٹر محمد علی اور مسز اینی بسنٹ پر طرح طرح کے تحریری تقریری الزام لگائے گئے تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ حکومت ہرگز کسی آئینی جدوجہد کی مخالفت نہیں۔ مگر بھائی یہ معاملہ بغاوت کا ہے ہمارے پاس کافی ثبوت ان باغیوں کے خلاف موجود ہیں بھلا ہم کوئی دشمن ہیں جو خواہ مخواہ عمل کا پہاڑ نکالیں گے۔ اب ہمارے دوست بنگال کے لاٹ صاحب سوراجی ستم رسیدہ اشخاص کے بارے میں یہی فرماتے ہیں یار و یقین کرو کہ

"آنکھ نہ ناک بنّو چاند سی"

اگر کچھ سنجیدگی پاس ہوتا تو معمولی قانون ان گرفتاروں کی کونک کاری پر بھی طرح قادر ہے اس قسم کی تقریروں یا رقیبا قوسی قوانین کی آڑ میں شکار کھیلنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

بعض جرائد ناقص ہیں کہ شیخ سنوسی کہ معتبر بانے والے ہیں جب آپ سے پوچھا گیا کہ شیخ نجد نے آپ کو مکہ کی حکومت کے لیے تو نہیں بلایا ہے آپ نے فرمایا کہ اسکا مجھے علم نہیں۔ نہ مجھے منظور ہے۔ سلطان عبدالحمید کی معزولی کے بعد مسند خلافت پر سیرت واسطے جگہ نکالی گئی اور خود مصطفےٰ کمال پاشا نے مجھ سے کہا کہ میں نے اتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر لینے سے انکار کر دیا۔ یہیں آخری جملہ کسیقدر مشتبہ نظر آتا ہے۔ یا خیمتی کہ اول تو مصطفےٰ کمال پاشا خلافت کے ہمدردوں میں نہیں ہیں اگر ہوتے تو سلطان معزول ہی کیوں اپنی جگہ قائم نہ رہتے دوسرے مصطفےٰ کمال پاشا کی مجوزہ خلافت میں خلیفہ کے سر کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔ یہ دوسری بات ہے کہ بحالت خلافت کھانا پینا سونا بھی جتنا اہم ذمہ داری کے ذیل میں داخل ہو۔

شاپور بن ہرمز شاہ ایران کے بعد غالباً یہ پہلی

چڑھائی ہے جو حال کی جدوجہد نے شیخ خزعل والی محمرہ پہ کی ہے۔ ایران کی استقلال قوت نما چپقلش ہے۔ ہوہون نے اودھم مچا رکھی ہے۔ روز رفتہ صورت نکلتی جن کا نام شیخ مرتضیٰ محلاتی و شیخ جعفر محلاتی ہے جو انہیں کو سپٹ کر رہے ہیں۔ انہیں اگر پانچ ماہ تک کہیں تو کچھ بیجا نہیں۔ انکی خدمت آئندہ کسی نمبر میں کی جائیگی۔

التماس

(۱) سال قریب ختم ہے۔ تجدید قیمت قریباً ہی تجدید ہونی چاہیے۔

(۲) اڈیٹر صاحب بیمار تھے پرچہ شگفتہ میں ہو رہا ہوتی اور اب بھی درد کی تاخیر سے پرچہ گل ہوا ہے۔ کہ اس دیر کی بابت درگزر کی جائے جبکہ کوئی نمبر خالی نہیں ہے۔

(۳) سال حال کے متفرق پرچے دفتر میں موجود ہیں جو لوگ رکھتے ہیں انہیں گمشدہ پرچوں کا حساب دیکھ لینا چاہیے اگر ہوں تو وہ منگا لیجیئے۔

(۴) حتی الامکان قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے اور کوپن پر نمبر خریداری ضرور لکھیے۔

(۵) ہمیں اپنے [illegible] سے کوئی رعایت کرنی ہو آئندہ سال کو مع ساتھ [illegible] کے سے عنایت فرمائیے مگر ایسی امید پیدا نہیں ہونے کے پیچھے نہیں ہوئیں۔

باطل نہایت ہی دلچسپ و عجیب نیز فسانہ

بہرام کی رہائی

مولفہ مشہور فسانہ نگار مرزا باقر حسن صاحب موتمن۔ بی۔ اے اس میں بہرام کی رہائی کے حیرت انگیز واقعات اور انکے عجیب و غریب کارنامے۔ سیاہ پوش نقاب پوش کی پراسرار زندگی اور ذکاء الدین ثابت کی ہم۔ بہرام اور مہاراجہ کشمیر کی ملاقاتیں اور حسین نیز سازوں کا انکشاف نہایت ہی موثر اور دلکش پیرایہ میں بیان ہوئے ہیں۔ سراغرسانی کے ناولوں میں بہترین فسانہ ہے۔ ابتدا میں بہرام کی گرفتاری کے مختصر حالات درج ہیں۔ کاغذ نفیس لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ ٹائٹل پیج پر نہایت خوشنما رنگین بلاک۔ قیمت .... عمر

جناب ظفر عمر صاحب کی تصانیف
نیلی چھتری عہ بہرام کی گرفتاری عہ

جنٹلمین بک ڈپو امین آباد لکھنؤ

بعض ضروری اُمور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک سادہ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ضمانت بچی اور ... بیجا صرف نکالو کی کتابت ایڈیٹر کی متعددت نہیں کافی واقفیت ہوگئی انکی یہ رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

جلد اتفاقاً ... کی نوعیت پرچہ دفتر میں بیچ رہے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کردیا جاتے ہیں۔ طالب معنت کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پرواہ نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ پی ہزار قسمت کھائی ہے ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے۔ اسے حضرت منی آرڈر بھیجئے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

(۳) بعض قدردان دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب بھیجنے پر پرچہ اس حیص بیص میں ناغہ ہو گئے سب انتظامیہ کو نافی ناقص ہے انکی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں موجود ہوں۔

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ خط اور دشنام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگا لیجئے۔

(۵) اگر یہ پرچہ پنچ ٹکٹ کے بیچ آپ کی رائے میں مفید ہو تو آپ خود خریدار ہو جانے سے پورا حق قدردانی ادا نہیں ہو جاتا بلکہ احباب میں اسکی اشاعت کی بھی کوشش بھی فرمائیے خیر الناس من ینفع الناس۔

(منیجر)

اخبار مدینہ بجنور

ہفتہ میں دو بار

سلطنت تابناک ... کی زیر ادارت جاری ہے خدمت قوم و ملک با سعادتی مذہب و ملت اسکا شعار ہے آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار ... جرائد میں کثیر الاشاعت ہے۔ سیاست حاضرہ کا مفسر، حق و صداقت کا مظہر، عربی و انگریزی اخبارات کا خلاصہ دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے والا۔ نمونہ مفت طلب فرمائیں۔

قیمت سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... علاوہ فیس ...

رسالہ غنچہ بجنور

ہفتہ وار

بچوں کا معلم بچیوں کا اتالیق طالب علموں کا استاد علم ... معلومات کی کان، ہفتہ وار ملک و ملت کے نونہالوں کے لیے مدینہ پریس سے شائع ہوتا ہے زبان سلیس ... دینی اور آداب معاشرت کا گنج بے پایاں ہے۔ اپنے بچوں کے لیے ضرور طلب فرمائیے۔ قیمت سالانہ ... ششماہی ...

مجید حسن مالک اخبار مدینہ و رسالہ غنچہ بجنور

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچائے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۳۲ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ...

(۲) جلد ... کے ۱۰ نمبران ... نمبروں میں انشا پردازی کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد ... علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ



مسٹر ... کے تیار کردہ شربت جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خاص میوہ جات کے افشرے اور مقویات سے تیار کیے جاتے ہیں شربت ... بے نظیر صورت میں دلآویز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون، دماغ و آنکھوں کو خنکی و تراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ فی بوتل عہ ۔ شربت بادام فی بوتل عہ ۔ شربت کیسرو فی بوتل عہ ۔ شربت بیدمشک فی بوتل عہ ۔ شربت کیوڑہ فی بوتل عہ ۔ شربت المعجون فی بوتل مجر ۔ شربت الائچی فی بوتل عہ ۔ شربت انار فی بوتل عہ

عرق بیدمشک اصلی فی بوتل عہ ۔ عرق کیوڑہ حیدرآبادی ۔ شربت انگور فی بوتل عہ ۔ شربت انناس فی بوتل عہ ۔ شربت نارنگی فی بوتل عہ ۔ شربت لیمو فی بوتل عہ ۔ شربت [illegible] فی بوتل عہ

مسٹر اس بدعت گراں بلکت کے مقولہ کو یاد رکھیے ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱/ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہندی موسیقی کو گانا

اور

ایکسٹرا ... کی طرح سرودوں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

... کے جملہ راگ ... کا منہ پر گانے بجانے کے قابل بنا دیا

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے معاونانہ خیر مقدم ... جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی و عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اور ہو بھی نہیں سکتی

حصہ دوم

چھپ چکا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے علم سینہ کو

علم سفینہ بنا دیا ہے

بھی

تان سین کے عہد سے تا ایں حال تک صدہا اساتذہ فن کی جو گائکی صرف گلے سے نقل ہوتی چلی آئی تھی وہ ... کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سرگم سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدا کتاب میں کر دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اس کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سوانح نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ جو کہ قابل ہے حصہ اول کی علاوہ رقم جلد۔ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ